سوال

(61)ہندوستان میں مسلک عمل بالحدیث تاریخ کی روشنی میں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہندوستان میں مسلک عمل بالحدیث تاریخ کی روشنی میں

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بہت سے بھولے بھٹکے عوام اور جعلی مولویوں کا ایک گروہ یہ کہتا رہتا ہے۔ کہ مسلک اہل حدیث ایک نو پیدا شدہ مذہب ہے۔ جو اس کی تکرار ماضی قریب میں پیدا ہوا تھا۔ جس کے جوابات ہمیشہ ہمارے جماعت کے عالم قدیم اسلامی لٹریچر سے دیتے رہتے ہیں۔ اس کی اس قدر تکرار کی گئی ہے۔ اور اتنی کتابیں اس مضمون پر لکھی گئی ہیں۔ کہ ہم ان کی تعداد کا اپنے ذہن میں تصور بھی نہیں لاسکتے مگر پھر بھی کہین نہ کہیں سے کوئی ن کوئی مولوی اور پیر بول ہی پڑتے ہیں۔ اور اس پرانے جھوٹ کا اعادہ کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے آج کی صحبت میں پھر ہم اس پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں سے اللہ کا واسطہ دے کر یا باادب درخواست کرتے ہین۔ کہ جن کو مسند عالم پر بیٹھ کر جماعت اہل حدیث اور علمائے محدثین پر ہمیشہ غلط اور پر فریب الزام لگانے کی عادت ہوچکی ہے۔ کہ وہ اللہ سے ڈریں۔ اور یوم الحساب کا تصور کریں۔ کہ جب بارگاہ الٰہی میں جھوٹے اور پر فریب الزامات کے مقدمات پش ہوں گے اور عاملین بالحدیث اور علماء محدثین بارگاہ الٰہی میں یہ فریاد کریں گے۔ کہ اے ہمارے پاک مولا ان ہمارے بھائیوں نے ہمارے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے صحیح طریقہ پر عمل کرنے کی وجہ سے ہم پر جھوٹے الزامات لگائے۔ بہتان بازیاں کی تھیں۔ صرف تیرے نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے والوں کو یہ دستار علمدین باندھنے والے گمراہ و بے دین کہا کرتے اور اپنے رائے قیاس والے معمولات و محدثات کو عوام میں پھیلانے کے لئے لمبی لمبی تقریریں کیا کرتے تھے۔ اور مسند تعلیم پر بیٹھ کر اپنی پر ہیچ تاویلوں اور لطیفوں اور حیلہ جو یوں سے حدیثوں کو رد کر دیتے تھے۔ اور اپنے احبار و رھبان کے مذاہب کو رواج دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کرتے تھے۔ آج جب کہ پریس و طباعت کی آسانیوں وسائل کی سہولتوں اور دیگر آمدورفت کے ذرائع پونے چودہ سو سالہ اسلامی لٹریچر کو جمع کر دیا ہے۔ کوئی بات اندھیرے میں نہیں رہی بلکہ نقلی اور عقلی علوم جواب تک نوشتوں کی شکل میں ملتے تھے۔ قطعی طور پر اب سارے کے سارے انسان کے سامنے آچکے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ایسا کہنے والے اور غلط الزام لگانے والے کیونکر ایسی جراتیں کرتے رہتے ہیں۔ اور حقائق پر پردہ ڈالنے کے لئے کس لئے اس قسم کی بدعنوانیاں اور غلط بیانیاں کرتے رہتے ہیں۔ کیا اب بھی ان کی توقع یہ ہے کہ وہ غلطی خورہ اور فریب خوردہ لوگوں کو اپنا کر عوام کو اس کا وعدہ دیتے چلے جایئں گے۔ اور پھر اس کو ان سے منوالیں گے۔ ایک دانشمند اور زی علم انسان سے تو یہ کام نہیں ہوسکتا۔ کہ وہ ایسی جرات کرے بلکہ ہر عقل مند انسان اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ آج تاریخ کا ریسرچ ہورہا ہے۔ اور قدیم تاریخ کو کھوج لگایا جارہا ہے۔ جملہ پیروان مذہب اپن مذہبوں کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ اور اپنے اسلاف کے غلط معتقدات و محدثات کو چھوڑ کر اپنے مذہب کے صحیح حقائق کو تلاش کر رہے ہیں۔ پیر پرستیاں امام پرستیاں خویش پرستیاں اور رواج پرستیاں ختم ہو رہی ہیں۔ اور عنقریب مذاہب کی ان غلطیوں کا راز فاش ہوجائے گا۔ جو جماعت اپنے منہ سے ہر وقت اور ہر موقع پر

نکالتی ہواور اس پر اس کا عمل بھی ہو۔ تو وہ جماعت کیونکر نو پیدا شدہ خیال کی جا سکتی ہے۔ کیا آج یہ نعرہ کسی عامل بالحدیث نے وضع کیا ہے۔ بڑے ہی شرم کی بات ہے کہ جس جماعت کا عمل کتاب وسنت پر ہو اس کو نو پیدا شدہ بتلایا جائے اور جو مذاہب کتاب اللہ کے نزول و تکمیل دین سے صدیوں بعد وضع کیا جائے اور ان کی نسبتیں صدیوں بعد کے اتقیوں س جوڑی جایئں۔ ان کو اصلی وقدیم بتایا جائے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب دوسری صدی میں ان کے شاگردوں نے وضع مدون کیا۔ اور صدیا علماء اور فقہاء کے رائے قیاس اس میں شامل کیئے گئے پھر اس کی سند کا بھی کوئی الزام نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے اس میں صدہا عالموں نے اپنی رائے قیاس اور فتویوں کو شامل کر دیا۔ اس کو تو صحیح اسلام قرار دیا جائے۔ اور جس مذہب کا ڈھانچہ کتاب اللہ اور صحیح احادیث سے تیار کیا گیا ہو۔ جس کی صحت اور سند کا التزام اس قدر حزم واستیاط اور صحیح نقل کے ساتھ کیا گیا ہو۔ کہ اس سے زیادہ صحت اور سند کا التزام آج تک انسانی دنیا نہ کر سکی ہو۔ اس کو نیا جعلی اور بناوٹی مذہب قرار دیا جائے۔ اس موقع پر ہم نواب محسن الملک سید محدی علی خاں بہادر مرحوم کی مشہور کتاب تاریخ تقلید اور عمل بالحدیث سے تھوڑا سا نقل کرتے ہیجو عمل بالھدیث اور جدید مذاہب کے حقائق پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔

مذاہب اربعہ کے رواج اور ترک اجتہاد کا سبب

تبع تابعین کے زمانے میں حدیث وفقہ کی تعلیم کی صورت تو وہی تھی جو تابعین کی تھی۔ لیکن اس وقت میں بسبب کثرت مسلمانوں کے اور شروع ہونے۔ اور جھگڑے اور فساد اور جاہل ہونے خلفاء وقت کے اور شائع ہونے جھوٹ اور اختراع کے اور واقع ہونے اختلاف کے خدا نے لوگو ںکو مسائل جمع کرنے اور اصول و قواعد کو منضبط کرانے اور ارکان و آداب و عبادت کی تشریح اور اجتہاد اور استنباط اور استخراج کے قاعدے ترتیب دینے والے راھب کیا اس وقت کے نیک اور پاک لوگوں کو حدیث وفقہ کی تدوین کا شوق دیا چنانچہ دوسری صدی کے اوسط سے جس شہر میں جو نامی اور عالم تھا۔ ان میں بعض نے حدیث کی تالیف اور تدوین پر کمر باندھی اور مسائل کا جمع کرنا شروع کیا۔ چنانچہ مکہ میں ابن جریج اور ابن عینیہ نے اور مدینہ میں امام مالک نے اور محمد بن عبد الرحمان ابن ابی زہب نے اور کوفہ میں ثوری نے اور بصرہ میں ربیع ابن صبیح نے اول اول حدیث میں تالیف کی۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے فقہ کی تدوین شروع کی سب سے پہلے حنفی مذہب کی بنیاد پڑی۔ اس لئے کہ امام ابو حنفیہ کو اللہ نے اجتہاد اور استنباط مسائل اور استخراج فروعات کی ایک خاص قسم کی استعداد دی تھی۔ اور وہ زہد ررع میں بھی کامل تھے۔ پس انھوں نے اپنے شہر کے امام فقہیہ ابراہیم نخعی کی احادیث واقوال وروایات پر اپنے مذہب کی ینا دقائم کی۔ چنانچہ یہ امر بخوبی اسف شخص پر ظاہر ہے کہ جس نے امام محمد کی کتاب الآثار اور جامع عبد الرزاق اور مصنف ابی شیبہ کو دیکھا ہے۔ اور پھر ابراہیم نخعی کے اقوال کو امام ابو حنیفہ کے مذہب سے ملایا ہے۔ غرض جب امام ابو حنیفہ نے اس طور پر فقہ کی تدوین شروع کی تب لوگوں نے ان کی طرف رغبت کی اور ان کے اصول وفروع کو پسند کر کے ان سے سیکھا۔ اور فقہاء کوفہ نے ان کے اجتہاد کو قبول کیا۔ جب قاضی ابو یوسف اور امام محمد دو شاگران کے ہوگئے تب پہلے شاگرد کی عمارت اور فقہاء کے سبب سے اور دوسرے شاگر کے علم اور تالیف کی برکت سے امام کا مذہب سارے عراق اور خراسان ما وراء النہر میں پھیل گیا۔ حنفی مذہب کے بعد بنیاد مالکی مذہب کی پڑی۔ امام مالک نے حدیث اور فقہ وزہد و تقویٰ میں بہت مشہور تھے۔ ان کو احادیث نبوی بہت سی یاد تھیں۔ اور وہ ان کے ضعف وقوت سے بھی بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ انہوں نے نہایت عمدہ اور صحیح اور جامع کتاب حدیث کی لکھی جس کا نام موطا ہے۔ اس کی مقبولیت اعلیٰ درجے پر پہنچی۔ اور ہزاروں آدمیوں نے امام مالک سے حاصل کیں۔ پس امام مالک کی اس کتاب کی برکت سے ایس فائدہ لوگوں نے پایا کہ جس کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا پسف جہاں جہاں ان کے اصحاب رضوان اللہ عنہم اجمعین اور شاگرد پہنچ ان کی کتاب کو لوگوں نے دیکھا اور ان کے مذہب پر عمل کرنا شروع کیا۔ پھر تو ان کے بعد ان کے مذہب کے اصول اور دلائل کو تریب دیا۔ اور ان کی کتاب کے خلاصے کیے۔ ان کے کلام اور فتووں کی شرح کی یہاں تک کہ آخر ان کا بھی ایک جدا مذہب قرار پایا۔ اور نواح مغرب کی طرف جہاں ان کے تلامذہ زیادہ ہوئے مالکی مذہب پھیل گیا ان دونوں مذہبوں کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ کہ امام شافعی پیدا ہوئے انہوں نے دونوں مذہبوں کے اصول وفروع کو دیکھ کر اور ان کے کلیات وجزیئات پر نظر کر کے ان باتوں کو جو ان مذہبوں میں ناقص تھیں۔ پورا کیا اور نئی طور سے اصول و قواعد کو تریب دیا امام شافعی نے سب سے اول ایک کتاب اصول کی تالیف کی اور اس میں احادیث مختلف کے جمع کرنے کے قائدے کیے۔ اور احادیث مرسل اور منقطع پر استشناد کرنے کا بغیر پائے جانے کے اس کی شرائط کا التزام ترک کیا۔ انتھیٰ کلامہ۔

یہ تو تھا مذاہب اور تقلید کے متعلق ہمارے زمانے کے مورخ کا بیان اب زرا ایک پرانی تاریخ کا بیان بھی ملاحظہ کیجئے۔ 278 ھ سمہ عیسیٰ بن مالک نامی ایک بادشاہ بڑی سلطنت

والا ابو حنیفہ کے مذہب پر تھا۔ اور پرلے درجے کا متعصب تھا۔ کتاب مسعودی اس کو تمام یاد تھی۔ لوگوں کو حنفی مذہب اختیار کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ سب کے سب امام ابو حنیفہ کے اقوال پر ہی عمل کرو۔ صاحبین یعنی ان کے شاگردوں کے اقوال پر بھی عمل نہ کرو۔ اور اس کے حکم کے موجب فقیہوں نے ایک ایسی کتاب اس کو بنا دی تھی۔ جس میں بجز اقوال ابو حنیفہ کے اور کسی کا بھی حکم نہ تھا۔ اس کو بھی اس نے یاد کر لیا تھا۔ اور بسبب تعصب اپنے مذاہب کے جس قدر شافعی مذہب والے اس ملک میں تھے سب کو قتل کر ڈالا تھا۔ انتہا مخلصا۔۔۔ تاریخ ابن خلکان

حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلی کا معتبر بیان ملاحظہ ہو

آپ تحریر فرماتے ہیں۔

اعلم ان الناس کان قبل المائۃ الرابعۃ مجمعین علی التقلید الخالص لمذہب واحد بعینہ

ترجمہ۔ تم اس بات کا یقین کر لو کہ مسلمان چوتھی صدی سے پہلے کسی خاص مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے۔)

مختصر ان حوالہ جات سے یہ بات بخوبی روشن ہوتی ہے۔ کہ مذاہب اربعہ کا رواج کب ہوا اور کس طرح ہوا۔ اب زرا مسلک عمل بالحدیث کی دردناک داستان ملاحظہ ہو۔ حضور پاک ﷺ کی زندگی میں ہی آپ ﷺ نے لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں یہ بات سمودی تھی کہ میں دو چیزیں تمہارے لئے چھوڑے جاؤں گا۔ کتاب اللہ و سنت چنانچہ فرمایا! ترکت فیکم امرین کتاب اللہ و سنتی

اور قرآن مجید کا یہ حکم ہر مسلمان سن چکا تھا۔ کہ۔۔۔ قرآن۔۔۔۔ اس پر تمام مسلمان اور صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین عمل پر تھے۔ اور مسائل دینی میں صرف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کو حجت سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ ہمارے زمانے کے مشہور مورخ مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نے قول الحق میں تحریر فرماتے ہیں۔ جو احقاق حق اور اظہار صداقت کے لئے مرحوم نے تصنیف فرمائی تھی۔ گزشتہ صدی میں اگرچہ دوسرے علوم اور قرآن مجید کے سوا دوسری کتابوں کے لکھنے اور پڑھنے کی طرف مسلمان متوجہ ہو چکے تھے۔ لیکن آپ ﷺ کی حدیثوں کے متعلق ابھی تک یہی دستور چلا آتا تھا۔ کہ تابع اور تبع تابعی احادیث کو اپنے حافظے میں محفوظ رکھتے۔ اور زبانی ہی اپنے شاگردوں کو یاد کراتے اور لوگوں کو سناتے تھے۔ اجتہادی مسائل میں علماء کے فتوے مختلف ہو جاتے تھے۔ یہ اختلاف تو کبھی حدیثوں کے مطالب مختلف ہونے کی وجہ سے ہوتا تھا۔ یعنی ایک عالم ایک حدیث کو اپنے فتوے کی بنیاد قرار دیتا اور دوسرا عالم دوسری حدیث کو اختیار کرتا۔ اس قسم کا اختلاف صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے زمانے سے موجود تھا۔ اور اس کو مسلمانوں کے لئے رحمت بتایا گیا تھا۔ مسلمان اس کو رحمت سمجھتے بھی تھے۔ ایک دوسرے پر نہ معترض ہوتا اور نہ اس کو خطا کار اور گناہ گار خیال کرتا۔ کبھی یہ اختلاف ایک ہی حدیث سے دو قسم کے مطالب اخذ کرنے پر واقع ہوتا تھا۔ مثلاً ایک عالم نے ایک تیجہ اخذ کیا اور دوسرے نے دوسرا تیجہ نکالا۔ اس طرح دو مختلف فتوے صادر ہوئے کہ یہ اختلاف بھی اس پہلی قسم کا اختلاف اور مسلمانوں کے لئے رحمت تھا کبھی اختلاف کی وجہ یہ ہوتی کہ ایک عالم کو ایک حدیث پہنچی۔ تو اس نے اس حدیث کے موافق فتویٰ دیا۔ اور دوسرے عالم کو وہ حدیث نہیں پہنچی۔ تو اپنے اجتہاد کی بنیاد پر فتویٰ صادر کر دیا۔ یہ اختلاف بھی مسلمانوں کے لئے رحمت اور ازیت کا موجب نہ تھا۔ کیونکہ جو شخص حدیث کی غیر موجودگی میں رائے قیاس سے کوئی فتویٰ دیتا تو یہ شرط لگاتا کہ اگر حدیث مل جائے تو میرا فتویٰ چھوڑ دینا۔ اور حدیث پر عمل کرنا فتویٰ دیتے وقت مذکور ہ شرائط کا لگانا اس لئے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ کہ ان لوگوں کو معلوم تھا۔ کہ آپ ﷺ کی ایہ احادیث جو صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے ذریعے روایت ہو کر لوگوں کو پہنچی ہیں۔ وہ ساری کی ساری ایک جگہ مجتمع نہیں ہیں۔ بلکہ مختلف شہروں اور مختلف عالموں تک پہنچ چکی ہیں۔ دوسرے شہروں میں جانے اور دوسرے عالموں سے ملاقات کرنے سے واقفیت بڑھتی رہتی ہے۔ کہ مدینہ۔ دمشق۔ قاہرہ۔ کوفہ۔ بصرہ۔ وغیرہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے بھی قیام گاہ رہے ہیں۔ اور ان مقامات میں ان کے شاگرد یعنی تابعی لوگ اور تابعیوں کے شاگرد تبع تابعین موجود تھے۔ جن جن صحابیوں رضوان اللہ عنہم اجمعین کی روایت کردہ احادیث لوگوں کو زیادہ یاد تھیں۔ اور انھیں احادیث کا زیادہ چرچا تھا۔ اور انھیں صحابیو رضوان اللہ عنہم اجمعین اور ان کے شاگردوں کے اجتہادی مسائل زیادہ مروج تھے۔ اور انھیں پر قیاس کر کے نئے نئے اجتہاد بھی کئے جاتے تھے۔ اور اس دوسی قسم کے تمام مسائل فروعی ہوتے تھے۔ باوجود اس اختلاف کے کوئی تفریق اور کوئی گروہ بندی نہ تھی۔ مدینے والے مکہ والوں کو کوفہ والے بصرہ والوں کو کسی الگ مذہب کا متبع اور دوسرے فرقے کا پیرو نہین سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ اختلاف کے اس ناگزیر سبب سے واقف تھے۔ ایک کے زریعے دوسرا

اپنی واقفیت کو وسیع کرنا چاہتا تھا۔ اور سب کا ایک ہی اسلام تھا۔ جس کے عقائد نہایت ہی صاف اور سادہ اور اعمال نہایت ہی آسان تھے۔ دماغ کو پریشان کرنے والی موشگافیاں اور پیچیدگیاں اعمال و عقاید میں مطلق نہ تھیں۔ ان کا قبلہ قرآن مجید اور اس کے بعد احادیث نبوی ﷺ اور آثار صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین تھے۔ کتاب وسنت کے سوا وہ لوگ اسلام کے لئے اور کسی چیز کو ضروری اور لازمی نہ سمجھتے تھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 ص 146)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 11 ص 183-189

محدث فتویٰ